© rasailojaraid.com

یہ حکم بھی نازل ہوا تھا: قد اذن لکن ان تخرجین لحاجتکن ''تمھیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی حاجت اور ضرورت کے لیے باہر نکلو'' (بخاری، کتاب التفسیر، سورۂ احزاب، الجزء ۱۹، ص ۷۰۷)۔ اس لیے ان کی پریشانی اس سبب سے نہیں تھی کہ ان کا نکلنا جائز نہ تھا بلکہ غلبۂ خشیت کی وجہ سے تھا اور جو کچھ ہوا اس پر ندامت کا اظہار تھا۔

جہاں تک باہمی جنگ اور اختلاف کا تعلّق ہے تو وہ ختم ہو گیا تھا لیکن سازشیوں نے اسے ناکام بنا دیا۔ جہاں تک مسئلے کا تعلّق ہے تو وہ واضح ہے۔ غزوات میں خواتین گئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کروا کر آپؐ کی اجازت سے، آپؐ کے دور میں، آپؐ کے ساتھ اور آپؐ کے وصال کے بعد بھی گئی ہیں، جیسا کہ اُمِ حرام بنت ملحان جو حضرت عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں غزوۃ الروم میں گئیں اور واپسی پر جب شام کے ساحل پر اُترنے کے بعد اپنی اُونٹنی پر سوار ہوئیں تو اُونٹنی نے انھیں گرا دیا اور ان کی گردن ٹوٹ گئی جس کے نتیجے میں وہ شہید ہوگئیں۔ فقہا نے کہا ہے کہ اس طرح کے اختلافی مسائل اور جنگوں کے بارے میں بلاضرورت بحث نہ کی جائے۔ جن اکابر نے بحث کی ہے انھوں نے احتیاط کے ساتھ بعض مسائل کی تشریح کی خاطر بحث کی ہے، بلاوجہ ایک فریق کی حمایت اور دوسرے کی مخالفت ان کے پیش نظر نہ تھی۔ جو لوگ صحابہ کرامؓ اور ازواجِ مطہراتؓ پر طعن و تشنیع کے لیے بحث کریں، کسی کی مدح اور کسی کی مذمت کریں، وہ مجرم ہیں۔ ایسے لوگ شرعاً تعزیری سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! (مولانا عبدالمالک)

بیوی کا الگ رہایش کا مطالبہ

س : میرا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ سب کی شادی ہوگئی ہے۔ میں ملازمت کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتا ہوں۔ گھر میں میری اہلیہ، بیٹے اور بہو کے ساتھ رہتی ہیں۔ میرا گھر دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ البتہ گھر میں داخل ہونے کا مرکزی دروازہ ایک ہی ہے۔ مزاجی اختلافات کی وجہ سے میری اہلیہ اور بہو میں ہم آہنگی نہیں ہے۔ اس بنا پر بہو اور اس کے میکے والوں کا پُراصرار مطالبہ ہے کہ اسے سسرالی گھر سے دور الگ سے رہایش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فراہم کی جائے۔ وہ ساس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ الگ سکونت کا مطالبہ لڑکی کا شرعی حق ہے۔
براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ کیا ایسا گھر، جو والدین اور بیٹے بہو پر مشتمل ہو، غیر اسلامی مشترکہ خاندان کی تعریف میں آتا ہے؟ اگر ساس بالائی منزل پر رہنے والے بیٹے بہو کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے، پھر بھی بہو کی جانب سے علیحدہ سکونت کا مطالبہ کرنا شرعی اعتبار سے درست ہے؟

ج: نکاح کے بعد لڑکی اپنے ماں باپ، بھائی بہنوں کو چھوڑ کر نئے گھر میں منتقل ہوتی ہے تو اسے شوہر کے ساتھ ساس سُسر، نندوں اور دیوروں کی شکل میں دوسرے رشتے دار مل جاتے ہیں۔ لڑکی اگر انھیں ماں باپ، بھائی بہن کی حیثیت دے اور وہ لوگ بھی اس کے ساتھ پیار محبت کا معاملہ رکھیں تو گھر میں خوشی و محبت کی بہار آجاتی ہے۔ تاہم، اگر رشتوں کی پاس داری نہ کی جائے، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے اور بدگمانیاں پروان چڑھنے لگیں تو گھر جہنّم کدہ بن جاتا ہے۔

دلہن کا حق ہے کہ اسے ایسی رہایش فراہم کی جائے، جس میں اس کی نجی زندگی (پرائیویسی) متاثر نہ ہو۔ اس کی مملوکہ چیزیں اس کی ملکیت میں ہوں اور ان میں آزادانہ تصرف کا اسے حق حاصل ہو۔ یہ چیز مشترکہ مکان کا ایک حصّہ مخصوص کر کے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کے لیے شوہر کے آبائی مکان سے دُور الگ سے رہایش فراہم کرنے پر اصرار نہ دلہن کی طرف سے درست ہے، نہ دلہن کے ماں باپ کی طرف سے مناسب ہے۔

ساس سسر کی خدمت قانونی طور پر دلہن کے ذمے نہیں ہے، لیکن اخلاقی طور پر پسندیدہ ضرور ہے۔ وہ شوہر کے ماں باپ ہیں۔ وہ ان کی خدمت کرے گی تو شوہر کو خوشی ہوگی۔ کیا نیک بیوی اپنے شوہر کو خوش رکھنا نہیں چاہے گی؟ بہر حال اگر مزاجی اختلاف کی وجہ سے دلہن شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے جو صورت لکھی ہے کہ شوہر کے آبائی مکان کی بالائی منزل علیحدہ بلاک کی حیثیت رکھتی ہے، صرف باب الداخلہ ایک ہی ہے۔ اس صورت میں اگر دلہن الگ رہنے پر بضد ہے تو بالائی منزل اس کے لیے خاص کر دینے سے اس کا قانونی حق پورا ہوجاتا ہے۔ اس کی طرف سے یا اس کے والدین کی طرف سے الگ رہایش فراہم کرنے کا مطالبہ درست نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ڈرنا چاہیے اور رشتوں کو پامال کرنے سے متعلّق جو وعیدیں قرآن وحدیث میں آئی ہیں انھیں پیش نظر رکھنا چاہیے۔(ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)

شادی میں تاخیر

س: میرے لڑکے کی عمر ۲۵ سال ہے۔ میں اب اس کا نکاح کر دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اس کا اصرار ہے کہ میں اپنی تعلیم مکمل ہو جانے اور کہیں ملازمت حاصل کر لینے کے بعد ہی نکاح کروں گا۔ میرا اندازہ ہے کہ ابھی اس کے برسرِ روزگار ہونے میں کم از کم چار پانچ سال اور لگ جائیں گے۔ اس بنا پر میں اُلجھن کا شکار ہوں۔ براہِ کرم میری راہ نمائی فرمائیں۔ میری سوچ درست ہے یا میرے لڑکے کی بات میں وزن ہے؟

ج: اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ لڑکی یا لڑکے کی بلوغت کے بعد ان کے نکاح میں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ ہر انسان میں جنسی جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔ اسلام نہ اس کو کچلنے اور دبانے کا قائل ہے نہ اس کی تسکین کے لیے کھلی چھوٹ دینے کا روادار ہے، بلکہ وہ اس کو نکاح کے ذریعے پابند کرنا چاہتا ہے۔ جنسی جذبہ اتنا طاقت ور ہوتا ہے کہ اگر انسان کو اس کی تسکین کے جائز ذرائع میسر نہ ہوں تو ناجائز ذرائع اختیار کرنے میں اسے کوئی باک نہیں ہوتا۔ اس لیے اگر بچوں کا نکاح وقت پر نہ کیا جائے تو ان کے فتنے میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ برابر قائم رہتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> جب تمھارے پاس کسی ایسے شخص کی جانب سے نکاح کا پیغام آئے جس کی دین داری اور اخلاق پر تم کو اطمینان ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو روے زمین میں فتنہ اور بڑے پیمانے پر فساد برپا ہو جائے گا۔(ترمذی، ابن ماجہ)

یعنی کوئی ایسا شخص جو دین داری اور اخلاق کے معاملے میں قابل قبول ہو، اگر اس کے پیغامِ نکاح کو تم قبول نہ کرو گے اور حسب ونسب، حسن وجمال اور مال ودولت کی رغبت رکھو گے تو بڑے پیمانے پر فساد برپا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے بہت سی لڑکیاں بغیر شوہروں کے اور بہت سے لڑکے بغیر بیویوں کے زندگی گزاریں گے، زنا عام ہو جائے گا، سرپرستوں کی عزت ووقار پر

© rasailojaraid.com